فقہ حنفی میں منتخب معتزلی مشائخ کاذکر اور تعارف

مفتی شاہ ظہور احمد [1] مفتی الیاس احمد [2]

ABSTRACT

The diversity in opinion is natural and universal phenomena. This diversity has many kinds, but the conflict in religious matters in issues is a sensitive case, and very important but Islam describes and highlights the respect of opinion and focuses on tolerance of others. However, we do not focus on this owing to the anarchy which is prevalent in our society. The diversity in opinion has been noticed when the holy prophet was alive, but the revelation was decisive for the solution of such disagreement. After the death of the holy prophet the chapter of revelation was closed and there is no decisive teaching in order to cope with disagreement. The first disagreement occurred in Islamic history was related to the leadership which has been noticed to be continued. Hanafi jurist were so much flexible for the followers of other schools of thoughts. This study has been carried out in order to introduce scholars of Mutazilites schools of thougt and their status in hanafi jurisprudince.

Keywords; *Jurisprudence, Doctrine, Mutazalites.*

انسانی عقل میں تفاوت ہے اور اس تفاوت کی وجہ سے قرآنی نصوص کی تشریح میں اختلاف واقع ہوتا ہے، یہ اختلاف کبھی شریعت کے احکام میں ہوتا ہے اور کبھی عقائد میں ہوتا ہے، بلکہ انسانی زندگی سے متعلقہ امور انسانی فکر میں مختلف آراء ہو سکتے ہیں، مذہبی معاملات میں یہ اختلاف کبھی کفر اور ایمان کا ہوتا ہے، کبھی راجح اور مرجوح کا، اور کبھی ثبوت اور عدم ثبوت کا ہو سکتا ہے علامہ جرجانیؒ نے اختلاف کی تعریف اس طرح کی ہے:

"الخلاف: منازعة تجری بین المتعارضین لتحقیق حق او لابطال باطل" [1]

دو لوگوں کے درمیان ایسا منازعہ جو حق کو حق یا باطل کو باطل ثابت کرنے کے لیے ہو۔

اسلام میں عقیدہ کا اختلاف

اسلامی تاریخ میں فقہی اور کلامی اختلاف آپ ﷺ کی وفات کے بعد شروع ہوا ہے، عقیدہ کے اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محمد ﷺ نے فرمایا:

"عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ: تفرقت الیہود علی احدی و سبعین، او اثنتین و سبعین فرقة، و النصاری مثل ذالک، و تفترق امتی علی ثلاث و سبعین فرقة" [2]

1۔ لیکچرار، شعبہ اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی شیر انگل اپر دیر

2۔ لیکچرار، شعبہ اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی شیر انگل اپر دیر

ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہود اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے، اور نصاریٰ بھی اسی طرح تقسیم ہوئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائیگی۔

آپ ﷺ کی وفات کے بارے میں اختلاف واقع ہوا لیکن ابو بکر صدیقؓ کی تقریر سے رفع ہوا، اسی طرح آپ ﷺ کے دفن کرنے کی جگہ میں بھی اختلاف ہوا لیکن یہ عارضی اختلافات تھے، جو سب سے بنیادی اختلاف واقع ہوا ہے وہ امامت سے متعلق تھا، جس کو بنیاد بنا کر مستقل مکاتب فکر نے اپنے علم الکلام کو مرتب کیا، عقیدہ امامت کے اختلاف پر بحث کرتے ہوئے عبد القاہرؒ نے فرمایا:

"وهذا الخلاف باق الى يوم القيامة"[3] 　　اور یہ اختلاف تا قیامت باقی رہے گا۔

اختلاف کے امت مسلمہ پر اثرات

علمی اختلاف امت میں کبھی بھی انتشار اور نفرت کا سبب نہیں بنا، لیکن جب علمی اختلاف کی جگہ جہالت، خواہشات نفسانی، تعصب، حسد اور سیاست نے لے لی تو امت میں اختلاف نفرت اور انتشار کا سبب بنا، یہی وجہ ہے کہ ہمارے بعض اسلامی ممالک یہود و نصاریٰ سے تعلقات استوار کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے اسلامی اخوت اور ایمانی رشتہ کی بنیاد پر تعلقات قائم نہیں رکھتے، برصغیر میں اکثر علماء کرام کا یہ حال ہے کہ صرف اپنے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور باقی مذاہب کی کتب انکے لیے شجرہ ممنوعہ کی حیثیت رکھتی ہے، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ برصغیر میں صف اول کے اہل علم کو، ایسے اہل علم کو جن کے علمی کارناموں کو عرب دنیا کے صف اول کے اہل علم و تحقیق نے اور عجمی دنیا کے اکابر نے تسلیم کیا، ہمارے ہاں مسلکی تقسیم کا نشانہ بنا دیا گیا۔ میں نے ایسے بہت سے حضرات کو دیکھا ہے، جو صف اول کے بعض محدثین کے کام سے اس لیے واقف نہیں ہیں کہ ان محدثین کا تعلق اس مسلک سے نہیں تھا جس مسلک کا علمبردار یہ حضرات خود کو کہتے تھے۔ اس مسلکیت نے مسلمانوں کو علم کی ایک بہت بڑی نعمت سے محروم کیا ہوا ہے۔"[4]

علم کی اس نعمت سے محروم ہونے کی وجہ سے فرقہ واریت عام ہوئی، اس فرقہ واریت کے نام پر ایک دوسرے کو قتل کیا جانے لگا، ایک دوسرے سے علمی استفادہ نہ ہونے کے برابر ہے، کفر کا فتوی عام ہونے لگا بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ بڑے علماء بھی اگر دین کی بات کسی کے مزاج کے خلاف کریں تو اس پر بھی کفر کا فتوی لگایا جاتا ہے، خیر القرون کا مجموعی علمی مزاج مفقود ہوا، رواداری اور برداشت بھی نہ ہونے کے مترادف ہے۔

کافر اصلی اور کلامی اختلاف کی وجہ سے کفر کا فتوی لگنے والے میں فرق

اجتہادی، فروعی مسائل اور بدعت کی وجہ سے اگر کسی پر کفر کا فتوی لگ جائے تو ہمارے ہاں مجموعی تاثر یہ ہے کہ اسکو کافر اصلی سے برا تصور کیا جاتا ہے، عرب دنیا میں ایران کے تعلق کو برداشت نہیں کیا جاسکتا لیکن فلسطین کی یہودی ریاست کو برداشت کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی، علامہ ذہبی اس دلخراش اور دردناک صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ومن كفر ببدعة وان جلت، ليس هو مثل الكافر الاصلي، ولا اليهودي والمجوسي، ابى الله ان يجعل من آمن بالله ورسوله واليوم الآخر، وصام وصلى وحج وزكى وان ارتكب العظائم وضل وابتدع، كمن عاند الرسول وعبد الوثن، ونبذ الشرائع وكفر، ولكن نبرا الى الله من البدع واهلها"[5]

اور جس کو بدعت کی وجہ سے کافر کہا گیا اگر چہ یہ بدعت بہت بڑی ہو، وہ کافر اصلی کی طرح نہیں ہے، اور نہ یہودی اور مجوسی کی طرح ہے، اللہ عز وجل نے اس کا انکار کیا ہے کہ وہ اس انسان کو جو اللہ ، اسکے رسول، یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، روزہ، نماز، حج، اور زکوۃ کا پابند ہو، اگر چہ کبائر کا ارتکاب کرے، گمراہ ہو کر بدعت کرے، اسکو اس انسان کے ساتھ برابر کرے جس نے رسول سے دشمنی کی، بتوں کی عبادت کی، شریعتوں کا انکار کیا۔ لیکن ہم بدعت اور بدعتیوں سے اللہ کی طرف برآءت کرتے ہیں۔

فقہاء احناف کا اہل بدعت اور اعتزال کے ساتھ وسعت ظرفی کا مظاہرہ

متقدمین کے نزدیک عموما اور حنفی فقہاء کے ہاں خصوصا فقہی اور کلامی اختلاف کبھی بھی ایک دوسرے سے علمی استفادہ میں رکاوٹ نہیں رہے بدعتی فرق میں معتزلہ فرقہ انتہائی خطرناک واقع ہوا ہے۔

"واعلم: ان اخبث من ذکرنا من المبتدعة، واکثرھم شبھا واعظمھم استجلابا لقلوب العوام: المعتزلة"[6]

جان لے: ہم نے جن بدعتی فرق کا ذکر کیا ان میں سب سے زیادہ خبیث، شبہات پیدا کرنے والا، اور عوام کے دلوں کو کھینچنے والا معتزلی فرقہ ہے۔

لیکن اس کے باوجود معتزلہ کے ائمہ نے فقہ حنفی سے بھرپور استفادہ کیا، ڈاکٹر عبد القادر محمد الحسین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"معظمھم کانو حنفیة و بعضھم کانو اشافعیا"[7]　　معتزلہ میں اکثر احناف تھے جبکہ تھوڑے شافعی تھے۔

بعد کے حنفی فقہاء نے انکے علمی مقام کو قدر کی نظر سے دیکھا، ان کی کتب سے استفادہ کیا، بلکہ بعض کو جلیل القدر فقہاء اور مجتہدین میں شامل کیا[8]۔ اس مقالہ میں چند مشائخ کا تعارف کیا جاتا ہے۔

ابوالحسن عبید اللہ بن الحسین بن دلال

آپ بغداد کے رہنے والے تھے، عراق کے مفتی تھے، زہد، تقوی اور ورع میں مشہور تھے، آپکے تلامذہ ہر جگہ پھیلے ہوئے تھے، فقہ حنفی کی ریاست ان پر تمام ہوتی ہے، آپ کے مشہور تلامذہ میں ابو بکر احمد بن علی رازی تھے 80 سال کی عمر میں 340ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔

"وکان راسا فی الاعتزال اللہ یسامحه"[9]　مکتب اعتزال کے سرخیل تھے اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

ابو بکر احمد بن علی الرازی الحنفی

آپ بغداد کے رہنے والے تھے، عراق کے مجتہد اور مفتی عالم تھے، حدیث کے علم کے لیے سفر کیا کرتے تھے۔ کئی کتب کے مصنف تھے، علمی تبحر کے ساتھ ساتھ زہد، ورع اور عبادت کی صفات سے متصف تھے، لیکن اعتزال کی طرف مائل تھے۔

قیل کان یمیل الی الاعتزال، وفی توالیفه مایدل علی ذالک فی رویة اللہ وغیرھا[10]۔

کہا گیا کہ آپ اعتزال کی طرف مائل تھے اور آپ کی تصانیف میں رؤیت خداوندی وغیرہ میں ایسا ہے جو اس پر دال ہے۔

65 سال کی عمر میں آپ 370ھ کو فوت ہوئے۔

ابو علی الجبائی

آپ کا نام محمد والد کا نام عبد السلام تھا، مکتب اعتزال کے سرخیل تھے اور ابو یعقوب شحام کے شاگرد تھے جبکہ ابو الحسن الاشعری کے استاد تھے اس لیے بعض لوگوں نے اشعری کو حنفی لکھا کیونکہ انکے استاد ابو علی الجبائی حنفی تھے۔ سعید عبد اللطیف فودہ، مسائل الخلافیة بین الاشاعرہ والماتریدیة کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"قال بعض الناس: ان الاشعری حنفی لان اباعلی الجبائی حنفی"[11]

بعض لوگوں نے کہا کہ اشعری حنفی تھے کیونکہ ابو علی الجبائی حنفی تھے۔

آپ نے علم الکلام کو آسان اور سھل کر دیا، بدعت کے ساتھ ساتھ آپ کا علم نہایت وسیع تھا۔

آپ 80 سال کی عمر میں 303ھ کو فوت ہوئے۔[12]

ابوالقاسم التنوخی

آپ کا نام علی والد کا نام محمد ہے، 278ھ کو انطاکیہ میں پیدا ہوئے تھے، اھواز کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

"وکان معتزلیا، مناظرا منجما شاعرا ادیبا" آپ معتزلی، مناظر، علم نجوم کے ماہر شاعر اور ادیب تھے۔

حنفی تھے 342 ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔[13]

امام سمان

آپ کا نام اسماعیل والد کا نام علی ہے، 370ھ کے قریب پیدا ہوئے تھے، علم سیکھنے کے لیے دمشق گئے اور چار ہزار علماء سے علم حاصل کیا، فقہ حنفی کے امام تھے جبکہ عقیدہ کے لحاظ سے معتزلی تھی۔ 445ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔[14]

زمخشری

آپ کا نام محمود والد کا نام عمر ہے، 467ھ کو خوارزم کے ایک شہر زمخشر میں ان کی ولادت ہوئی، عربی زبان، بلاغت، معانی اور بیان میں امام تصور کیے جاتے ہیں۔

"کان داعیۃ الاعتزال اللہ یسامحہ" اعتزال کی طرف دعوت دینے والے تھے۔

عرفہ کی رات کو 538ھ کو فوت ہوئے۔[15]

المریسی

آپ کا نام بشر والد کا نام غیاث ہے، بغداد کے رہنے والے تھے، بڑے فقیہ تھے، امام ابویوسف کے شاگرد تھے، 218ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔[16]

ابوالقاسم البلخی

آپ کا نام عبداللہ والد کا نام احمد ہے، 273ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، صاحب کلام تھے، معتزلہ کا بلخیہ فرقہ ان کی طرف منسوب ہے، کلام میں ابوالحسین خیاط کے شاگرد تھے، بغداد میں قیام کیا لیکن آخری عمر میں بلخ کی طرف واپس ہوئے اور 319ھ کو فوت ہوئے۔[17]

امام خصافؒ:

آپ کا نام احمد والد کا نام عمرو ہے، حنفی فقیہ اور محدث تھے، مھتدی باللہ کے ہاں ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند تھا۔

انکے بارے میں کہا گیا تھا:

"ھو ذا یحیی دولۃ احمد بن ابی داود و یقدم الجھمیۃ"

وہ احمد بن ابی داود کی حکومت کو زندہ رکھنا چاہتے تھے، اور جھمیہ کو مقدم رکھتے تھے۔

مھتدی باللہ کے لیے کتاب الخراج لکھی تھی ان کی وفات کے بعد امام خصاف کے گھر پر حملہ کیا گیا اور ان کی بعض کتب کو ضبط کر لیا گیا۔ زہد اور تقوی کی صفات سے متصف تھے، 261ھ میں ان کی وفات ہوئی۔[18]

امام جاحظ

آپ کا نام عمرو والد کا نام بحر ہے بصرہ کے رہنے والے تھے، اعتزال میں نظام جبکہ فقہ میں امام ابو یوسف کے شاگرد تھے، کئی کتب کے مصنف تھے آپ کی مشہور کتاب البیان والتبیین ہے، 250ھ یا 255ھ میں ان کی وفات ہوئی۔[19]

البردعی

آپ کا نام احمد والد کا نام حسین ہے، حنفی فقیہ اور معتزلی تھے، ابو علی دقاق اور موسی بن نصر کے شاگرد تھے اور امام کرخیؒ کے استاد تھے۔[20]

امام ابن الثلجی

آپ کا نام محمد والد کا نام شجاع ہے بغداد کے رہنے والے تھے، حنفی فقیہ تھے، فقہ میں حسن بن زیاد کے شاگرد تھے، صاحب عبادت اور علم تھے سجدہ کی حالت میں ان کی وفات ہوئی، لیکن مسئلہ قرآن میں توقف کرتے تھے۔ 85 سال کی عمر میں 266ھ میں ان کی وفات ہوئی۔[21]

ابو عبداللہ البصری

آپ کا نام حسین والد کا نام علی ہے، امام صمیری نے کہا فقہ اور کلام میں اعلی مقام حاصل کیا تھا، امام کرخی سے علم حاصل کیا تھا، 399ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔[22]

ابو عبدالجبار

آپ کا نام نعمان الدین خوارزم کے رہنے والے تھے فقہ میں حنفی لیکن عقیدہ میں معتزلی تھے۔[23]

ابوالفتح

عبدالجبار والد کا نام احمد ہے 359ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، فقہ میں حنفی اور عقیدہ کے لحاظ سے معتزلی تھے۔[24]

ابن خسرو

آپ کا نام حسین والد کا نام محمد ہے، بلخ کے رہنے والے تھے، امام ابو حنیفہ کی مسند کو جمع کیا، عقیدہ کے اعتبار سے معتزلی تھے، 526ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔[25]

المامون بن خلیفۃ ہارون الرشید

آپ بنو عباس کے مشہور خلیفہ تھے، فلسفہ پر خصوصی توجہ دی، جس کی وجہ سے اعتزال کے عقائد کو اپنایا لیکن فقہی لحاظ سے حنفی تھے۔

"وبرع فی الفقه علی مذهب ابی حنیفة"[26] ابو حنیفہؒ کے مذہب میں فقہی مہارت حاصل کی۔

خلاصہ تحقیق

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ماضی میں اہلِ علم نے دیگر مکاتیبِ فکر سے علمی استفادہ میں نہایت فراخ دلی کا مظاہرہ کیا، ان کی کتب سے استفادہ کیا، اپنے نصاب تعلیم میں ان کی کتب کو شامل کیا، اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے اور کفر کے فتوی دینے میں بے حد محتاط تھے۔

سفارشات اور تجاویز

ا. باحثین اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اہل علم کو اپنے مسالک کے علاوہ باقی مسالک و مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۲. مدرسین کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کو باقی مسالک کے اہل علم سے آشنا کریں۔

۳. کفر کے فتوی میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] ۔ جرجانی، علی بن محمد، **کتاب التعریفات**، دار الفضیلۃ، مصر، 1403ھ، ص89۔

[2] ۔ ترمذی، محمد بن عیسی، **سنن الترمذی**، دار المعرفۃ، بیروت، ص1029، 2002۔

[3] ۔البغدادی، عبد القاہر، **الفرق بین الفرق**، ص13 مکتبہ اعزازیہ، پشاور، سن طباعت ندارد۔

[4] ۔ڈاکٹر، محمود احمد غازی، **محاضرات حدیث**، الفیصل ناشران، لاہور 2010، ص413۔

[5] ۔ **سیر اعلام النبلاء**، ج،10، ص202۔

[6] ۔ کوثری، محمد زاہد، **العقیدہ و علم الکلام**، مکتبہ احرار، سنہ طباعت ندارص134۔

[7] ۔عبد القادر، محمد حسین، **امام اهل الحق ابو الحسن الاشعری**، المشرق للکتاب، حلبونی، دمشق، 2010، ص18۔

[8] ۔ عثمانی۔ محمد تقی، **اصول الافتاء و آدابہ**، مکتبۃ معارف القرآن، کراچی، پاکستان، 2011، ص86۔

[9] ۔ ذہبی محمد بن احمد، **سیر اعلام النبلاء** ج،15، **موسس الرسالۃ**، بیروت شام، 1983، ص426۔

[10] ۔ **سیر اعلام النبلاء**، ج،16 ص340۔

[11] ۔ فودہ سعید، عبد الطیف، **مسائل الاختلاف بین الاشاعرہ والماتریدیۃ**، ،دار الفتح لدراسات والنشر، اردن 2009، ص17-

[12] ۔ **سیر اعلام البلاء** ج14، ص 183۔

[13] ۔ **سیر اعلام النبلاء**، ج15، ص499۔

[14] ۔ محمد عبد القادر، **الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ**، ھجر لطباعۃ والنشر، ریاض، سعودی، 1993، ج1، ص424۔

[15] ۔ **سیر اعلام النبلاء**، ج،20، ص151۔

[16] ۔ **سیر اعلام النبلاء**، ج،10، ص199۔

[17] ۔ **الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ**، ج2، ص693۔

[18] ۔ **سیر اعلام النبلاء** ج،13، ص123۔

[19] ۔ **سیر اعلام النبلاء**، ج،11، ص526۔

[20] ۔ عسقلانی، ابن حجر، **لسان المیزان**، مکتبہ مطبوعات الاسلامیۃ، بیروت، 2002، ج1، ص436۔

[21] ۔ **سیر اعلام النبلاء**، ج12، ص379۔

[22] ۔ لکنوی، عبد الحہ، **الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ**، دار الکتاب الاسلامی قاہرہ، ص67۔

[23] ۔ **الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ**، ص129۔

[24] ۔ **الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ**، ص101۔

[25] ۔ **لسان المیزان**، ج3، ص207۔

[26] ۔ تقی الدین، **الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ**، ھجر لطباعۃ والنشر، قاہرہ۔ 1989، ج4، ص242۔